www.emarsiya.com

خمسہ متحیرہ

یہ حضرت آرزو لکھنوی کے پانچ مرثیوں کا

مجموعہ ہے

پہلا ۱ حضرت حُر کے حال میں

دوسرا ۲ پسران حضرت زینب سلام اللہ علیہا کے بیان میں

تیسرا ۳ حضرت عباس علمدار کے ذکر میں

چوتھا ۴ جناب علی اکبر شبیہ پیغمبر کی شہادت میں

پانچواں ۵ آل عبا حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت میں

بمعہ شہادت حضرت عبداللہ ابن حسن

یہ پانچوں مرثیہ کتابت، طباعت اور گردپوش سے مزین مکتبہ سلطانی بھنڈی بازار بمبئی ۳ سے آپ جس قدر چاہیں خرید سکتے ہیں۔

۱

آج اے زورِ قلم قوتِ تحریر دکھا
کھینچکر بزم کو ہر رنگ کی تصویر دکھا
آنکھ سے سلسلۂ نظم کی زنجیر دکھا
دل میں جو درد و سینے پنہاں ہے وہ تاثیر دکھا
نکلے جب سرد نفس سوزِ نہاں سے نکلے
شعلہ دیتا ہوا ہر لفظ زباں سے نکلے

۲

کارِ اعجاز کرے سحر بیانی میری
محو ہو جائے ہر اک سن کے کہانی میری
دل پہ تاثیر کرے چرب زبانی میری
ہو ہر اک لفظ سے پیدا ہمہ دانی میری
جو کرے مانع دیدار وہ پردہ کھنچ جائے
ذکر جس بات کا ہو سامنے نقشہ کھنچ جائے

www.emarsiya.com

۳

ہو اگر ذکرِ چمن نخلِ مضامین کے پھلیں
دیکھ کر رشک سے دشمن کفِ افسوس ملیں
وصفِ صحرا کا رقم ہو تو ہوائیں یہ چلیں
کہ چراغ اہلِ حسد کے نہ جلائے سے جلیں
جوشِ طوفاں کا جو الفاظ دکھائیں سب کو
غرق ہوتے ہوئے بیڑے نظر آئیں سب کو

۴

لب پہ آ جائے اگر تذکرۂ مہر و وفا
آسرا ہو دلِ آفت زدگاں میں پیدا
داستاں ہجر کی سن کر نہ رہیں دو یکجا
حرف سے حرف نہ ہو وصل کے قصے میں جدا
گر توجہ ہو جنوں کے سر و ساماں کی طرف
ہاتھ بیساختہ اُٹھ جائیں گریباں کی طرف

۵

گر کبھی کہنے لگوں قصۂ برقِ سرِ طور
دیدۂ کور میں یعقوب صفت آئے نور
ہو مسرت کا اگر زندہ دلوں کی مذکور
لب پہ آ جائے ہنسی قلب کو حاصل ہو سرور
درد کی شان جہاں طرزِ بیاں سے نکلے
آہ بیساختہ ظالم کی زباں سے نکلے

۶

ذکرِ وحشت جو کروں ہوش بھی ہو دیوانہ
دشت کے نام پر آنکھوں میں پھرے ویرانہ
ہو اگر سوزِ محبت کا بیاں افسانہ
شمعِ تصویرِ خیالی پہ گرے پروانہ
غم کی روداد پہ اشک آنکھوں میں بھر لائیں سب
داستانِ گل و بلبل پہ پھڑک جائیں سب

۳

اب سین اہل ولا جوش شجاعت کا بیان
بے سر فاقہ میں مہمانوں کی جرأت کا بیان
پیش ہونیکو ہے میدان شہادت کا بیان
عبرت انگیز ہے پیاسوں کی ہلاکت کا بیان
بھول سکتے نہیں ایک ایک دلاور کی وغا
یادگار ہے یہ لاکھوں سے بہتر کی وغا

۴

یوں پڑھوں آج بھی دو شیر کے بچوں کا جدال
بزم میں دیکھیں سب نقشۂ میدان قتال
نظر آنے لگے ہر اک کو زمیں خون سے لال
پہنچے آنکھوں میں چمکیں صفت تیغ ہلال
سب کہیں نہر سے کچھ دور ہیں پیاسے دونوں
دیکھو وہ لڑتے ہیں حیدر کے نواسے دونوں

۹

کئی دن گذرے کہ جنگل میں گھرے ہیں شبیر
چار سو ہیں تبر و نیزہ و گرز و شمشیر
ایک کے قتل پر آمادہ ہیں لاکھوں بے پیر
بڑھتے آتے ہیں کہ منظور نہیں ہے تاخیر
وقت رہتا تو نہ ہوتی کبھی حاصل مہلت
دی ہے اک شب کی سر شام بمشکل مہلت

۱۰ مطلع

کربلا میں جو عیاں شام غم انجام ہوئی
تیرگی حاجب اسرار در و بام ہوئی
وادی جنگ سے واپس سپہ شام ہوئی
جنگ موقوف ہوئی راحت و آرام ہوئی
شور سادات کی ناکردہ گناہی کا ہوا
دور مانند سپر شب کی سیاہی کا ہوا

www.emarsiya.com

۱۱

شہ نے اعدا سے جو اک رات کی مہلت مانگی
دوڑ کر فضہ نے خیمہ میں خبر پہنچا دی
جان تازہ یہ خبر سنتے ہی تن میں آئی
جھک گئی شکر کے سجدے کو علی کی جائی
منتیں اور پئے ردّ بلا ہونے لگیں
منتیں دل میں جو مانی تھیں ادا ہونے لگیں

۱۲

بسکہ وہ شب تھی جہاں میں شب قتل سرور
تھا عیاں رخ سے سکینہ کے یتیمی کا اثر
دلکو پہلے سے جو تھی وارثوں کے غم کی خبر
ڈھلکی جاتی تھی ہر اک بی بی کے سر سے چادر
غم کی تصویر بنی تھی وہ سراپا گویا
منہ پہ بانو کے برستا تھا رنڈاپا گویا

۱۳

قتل سادات کا ساماں تھا جو بے جرم و گناہ
منہ پہ بکھرائے ہی تھی لیلی شب زلف سیاہ
داغ دل پر تھا اٹھائے ہوئے پہلے ہی سے ماہ
مہر نے گوشۂ مغرب میں اتاری تھی کلاہ
دیدۂ انجم بھی بے نور نظر آتے تھے
جگر چرخ میں ناسور نظر آتے تھے

۱۴

آشیانوں میں دبے بیٹھے تھے ڈر سے طائر
آڑ میں چھپتی تھی پلکوں کی نگاہ ناظر
گل جو کر دیے کو تھے شمع امامت جابر
تیرہ وہ رات بھی تھی صورت قلب کافر
نور آنکھوں کا سیاہی میں چھپا جاتا تھا
دشت کیں پردۂ ظلمات نظر آتا تھا

www.emarsiya.com

۱۵

وہ درندوں کی صدائیں کہ عیاں جس سے خطر
خوف سے سینوں میں تھراتے تھے بچوں کے جگر
ہاتھ رکھ لیتی تھی کانوں پہ سکینہ ڈر کر
سہما جاتا تھا اُدھر گود میں ماں کی اصغر
چین بستر پہ نہ اسکو کسی کل پڑتا تھا
خواب سے باقرِ معصوم اُچھل پڑتا تھا

۱۶

عبرت اس رات کی تحریر کرے کیا خامہ
خیمہ ہائے حرم شہ میں تھا اک ہنگامہ
نظر آتا تھا جو ہر بر میں قضا کا جامہ
لکھ رہے تھے ملک الموت شہادت نامہ
راحت اک آن بھی آزار نصیبوں کو نہ تھی
دوسری رات کی اُمید غریبوں کو نہ تھی

۱۷

قتل کا سبط پیمبر کے جو دھڑکا تھا لگا
جانیں دیدینے پہ آمادہ تھے سب اہل وفا
عورتیں جرأت و ہمت میں تھیں مردوں سے سوا
غم کسی کو نہ رنڈاپے کا نہ اولاد کا تھا
کہتی تھیں صدقے ہو فرزند کہ بھائی نہ رہے
لعل زہرا کا بچے اپنی کمائی نہ رہے

۱۸

اپنے بیٹوں سے یہ تھا بیوہ مسلم کا بیاں
کہ اسی رات ہیں بس اور شہ دیں مہماں
صبحدم ہونگے یہاں حشر کے ظاہر ساماں
نظر آتا ہے مجھے خانۂ زہرا ویراں
دست اعدا سے نہ آرام کسی کل ہوگا
آج جو دشت ہے مسکن یہی مقتل ہوگا

www.emarsiya.com

۱۹

اسکے فرزند ہو تم دونوں سعادت اطوار
ایلچی بنکے ہوا پہلے جو حضرت پہ نثار
خبر اُنکی نہیں کچھ ساتھ جو تھے دو دلدار
تم بھی لازم ہے کہ ہو فدیہ شاہ ابرار
جس کا انجام بھلا ہو وہ برائی اچھی
جو لے راہ خدا میں وہ کمائی اچھی

۲۰

سوچ میں مادر قاسم تھیں جھکائے ہوئے سر
ہونیوالا تھا جو کل آج سے تھا پیش نظر
روکے فرماتی تھیں بیٹے سے کہ جانِ مادر
تم پہ بھی صدقے ہو چکا پر کہ ہو خوش روح پدر
ان کے آگے جو مصیبت کے یہ ساماں ہوتے
ہوتے شبر بھی تو شبیر پہ قرباں ہوتے

۲۱

اب تمہارے لئے ہیں باپ کی جا شاہ زمن
وہ کرو کام کہ ہو نام جہاں میں روشن
رنج ہے میرے لئے میں ہوں پئے رنج و محن
غم کرو ماں کے رنڈاپے کا نہ اے ابن حسن
باغ جنت میں تمہارے لئے گھر خالی ہے
جسکے وارث نہ ہوا سکا بھی خدا والی ہے

۲۲

ہاتھ میں شمع لئے بیٹھی ہوئی تھیں لیلا
رخ اکبر پہ نظر ہاتھ کلیجے پہ دھرا
گاہ لب پر ستم و جور فلک کا شکوا
کبھی فرزند سے کہتی تھیں بصد آہ و بکا
دلکو برماتا ہے غم اے مرے جانی تیرا
بیجئے دیکھا نہ مجھے داغ جوانی تیرا

www.emarsiya.com

۲۳

کیونکہ آگاہ ہوں میں خوب کہ کل ہے وہ دن
ہونگے امت پہ فدا بادشہ انس و جن
موت کے گھاٹ غضب اُترینگے جوان و کمسن
صدقے حضرت پہ جو ہوے وہ نبی کا محسن
اس گھڑی اپنی کمائی کو بچاؤں میں کیا
کہو منہ حشر میں زہرا کو دکھاؤنگی میں کیا

۲۴

پاس گہوارۂ بے شیر کے بیٹھی تھی بیتاب
عرض درگاہ خدا میں تھی یہ باچشم پُر آب
ہونگے سب حضرت شبیر کے ہمراہ رکاب
میرا فرزند نہیں لائق تحصیل ثواب
ایسا ساماں کہاں جس سے کہ خوشنود ہوں میں
ہاں یہ فدیہ ہو جو مقبول تو موجود ہوں میں

۲۵

ام کلثوم کا چہرہ تھا سوا سب سے اداس
جس طرف تکتی تھیں آنکھوں سے ٹپکتا تھا ہراس
کبھی کہتی تھیں ٹھکانے نہیں اسوقت حواس
خود نہ ہو سکتی ہوں قربان نہ اولاد ہے پاس
ہائے سکھلاؤں رفاقت کا قرینہ کسکو
میں کروں فدیہ سلطان مدینہ کسکو

۲۶

ہوگا اس دشت میں کل خانۂ زہرا برباد
مجھ سے ہو سکتا ہے کیا اور سوائے فریاد
شاہ پر صدقے کریگا ہر اک اپنی اولاد
کیا کروں ہائے کہ جائز نہیں عورت کو جہاد
ورنہ میں حق رفاقت سے ادا خود ہوتی
تھی نہ اولاد تو بھائی پہ فدا خود ہوتی

۲۷

جب سنے حضرت عباسؑ علی نے یہ کلام
آئے ہمشیر کی خدمت میں کیا جھک کے سلام
عرض کی آپ نہ رنجیدہ ہوں اے عرش مقام
نہیں فرزند تو خدمت کو ہے موجود غلام
رنج ناکامی قسمت کا نہ اس آن کریں
آپ مجھکو قدم شاہ پہ قربان کریں

۲۸

تھیں سراپا غم و ہم زینبؑ تفتیدہ جگر
باادب سامنے بیٹھے ہوئے تھے دونوں پسر
عونؑ کے رخ سے نمودار تھا خلق شبرؑ
اور محمدؑ کے تھے شبیرؑ کے بالکل تیور
چاہئے ماں کے اطاعت یونہی دلبندوں کو
فاطمہؑ بیٹھی تھیں گویا لئے فرزندوں کو

۲۹

سمجھا کر کہا یک بار بہ رنج و حسرت
دیکھتے ہو کہ ہے شب غم سے بپا کیا آفت
آج ہی فوج تھی آمادۂ ظلم و بدعت
شام کو پائی ہے اک شب کی بمشکل مہلت
رات بھر تو نہ فساد اب کوئی برپا ہوگا
کچھ ہے اسکی بھی خبر وقت سحر کیا ہوگا

۳۰

جوڑ کر ہاتھوں کو بیٹوں نے یہ مادر سے کہا
کہ لڑیں گے شہ والا سے ضرور اہل دغا
کہا زینبؑ نے تمہارے پھر ارادے ہیں کیا
عرض کی دونوں نے جو حکم ہو ہم لائیں بجا
ہیں غلاموں کی طرح تابع فرماں ہم بھی
سر کریں گے قدم شاہ پہ قرباں ہم بھی

www.emarsiya.com

۱۹

۳۱

کہا زینب نے کہ ہاں اس کا ہے خوب خیال
میں بھی کہتی ہی تم سے جو کیا تم نے مقال
دیکھو نصرت پہ ہے آمادہ ہر اک نیک خصال
تم اگر رہ گئے پیچھے تو مجھے ہوگا ملال
کرنا اصرار بہت رو کیں جو حضرت تم کو
میں ابھی سے دیے دیتی ہوں اجازت تم کو

۳۲

سب سے پہلے تمہیں میدان کی رخصت لینا
آئے جو پہنچتے ہی سر پر وہ مصیبت لینا
باگیں گھوڑوں کی سوئے اہل شقاوت لینا
پھر اسی راہ سے پیارو رہِ جنت لینا
چھوڑ کر ماموں کو زنہار نہ اندر آنا
تم مرے پاس جو آنا بھی تو مر کر آنا

۱۷

۳۳

پھر میں کہتی ہوں کہ ان میں سے کوئی جانے نہ پائے
پہلے شبر کی کمائی پہ زوال آنے نہ پائے
شانوں کو بازوِ شبیر بھی کٹوانے نہ پائے
برچھیاں سینہ پہ ہمشکلِ نبی کھانے نہ پائے
داغ ہو بیوۂ مسلم کو ہمارے ہوتے
اور مرنے کوئی کیوں جائے تمہارے ہوتے

۳۴

ابھی مسن جو بہت تھے وہ خردمند پسر
دل بڑھانا ہوا ان دونوں کا منظورِ نظر
چھیڑا یکبار جو ذکرِ غزواتِ حیدر
چھوٹا پہلو سے بڑے بھائی کے آبیٹھا ادھر
جنگ کا حال بصد شوکت و شاں سننے لگے
دونوں نانا کی شجاعت کا بیاں سننے لگے

١٨

٣٥

مجملاً ہو چکا جب ذکرِ شہنشاہِ عرب
حال کہنے لگیں جعفر کی وغا کا زینب
اس طرح محو تھے سننے میں وہ دونوں باادب
تشنگی ہوتی تھی محسوس نہ فاقوں کا تعب
رسمِ جنگ و عدوگیر بنے بیٹھے تھے
ہمہ تن گوش تھے تصویر بنے بیٹھے تھے

٣٦

زینب اس ذکر میں ہو جاتی تھیں خاموش جہاں
دونوں کہتے تھے کہ پھر آگے ہوا کیا اماں
خاطر اس طرح کے بچوں کی ہو کیا ماں کو گراں
ذکرِ صفین کبھی تھا کبھی خیبر کا بیاں
اور بھی غنچۂ دل سن کے کھلے جاتے تھے
ولولے دونوں کے بڑھتے ہی چلے جاتے تھے

١٩

[illegible] تے تھے کبھی ماں سے وہ دونوں ذیشاں
پھر گیا آنکھوں میں اس وقت وغا کا میداں
آپ سے سن کے بزرگوں کی شجاعت کا بیاں
کیا کہیں رات یہ کاٹے نہیں کٹتی اماں
کیونکر ان ناریوں پر تیغ شرربار چلے
کس طرح جلد سحر ہو کہ جو تلوار چلے

جب پڑھ آتے تھے جو اوصافِ مصافِ جعفر
عون کے سن کے بدل جاتے تھے فوراً تیور
جوش میں کرتی تھیں جب ذکرِ جدالِ حیدر
ہاتھ بڑھ جاتے تھے چھوٹے سے سوئے تیغ و سپر
پاؤں ان دونوں کے اٹھتے تو نہ بیجا پڑتے
سامنے ہوتیں جو فوجیں تو ابھی جا پڑتے

www.emarsiya.com

۳۹

ذکر آیا جو بزرگوں کی علمداری کا
ہنس کے چھوٹے نے بڑے بھائی کا منہ دیکھا
مسکرانے لگا کچھ سوچ کے وہ ماہ لقا
جو دلوں میں تھا نگاہوں سے عیاں ہونے لگا
بسکہ سنجیدہ تھے وہ لختِ جگر زینب کے
کچھ اشارے ہوئے باہم طلبِ منصب کے

۴۰

پھر کہا ماں نے علم تین ہیں لشکر میں یہاں
چھوٹے ماموں وہ اٹھائیں گے بڑا ہے جو نشاں
رہے باقی جو وہ دو رایتِ فوجِ یزداں
وہ بھی چھوٹے ہیں جو ہم کم ہیں سنو بھیا جاں
ایسا مانا نہ کسی کا نہ تو دادا ہوگا
مستحق کون پھر اب ہم سے زیادہ ہوگا

۴۱

پائیں ہم بھی جو پا جائیں نشانِ لشکر
پست ہوں دیکھ کے اوج اپنا یلانِ خود سر
جائیں اس دبدبہ سے گھوڑوں کی باگیں لیکر
سمجھیں دشمن کہ بہم آئے علیؑ و جعفرؑ
حوصلہ ہم کو ہیں فوج کی سالاری کا
لطف اک وقت ہو دونوں کی علمداری کا

۴۲

دیں جو ہم دونوں بزرگوں کا حشم دکھلائیں
فوج میں حیدرؑ و جعفرؑ کی طرح در آئیں
آپ فرمائیں تو دریا کی طرف بھی جائیں
پانی اصغرؑ کے لئے نہر سے بھرتے لائیں
تشنگی سب کی بجھے دور تعب ہوا اپنا
زندگی ہی میں بہشتی بھی لقب ہوا اپنا

۴۳

آنکھ دکھلا کے انہیں دختر زہرا نے کہا
دھیان اسدم ہیں کدھر ہیں یہ تم کہتے ہو کیا
سو علم لشکر شہ میں ہوں تو کیا ذکر اُن کا
جو ہے جس عہدے کے لائق اُسے ملجائیگا
زور کھلتا ہے تو کچھ غنچۂ دل کھلتا ہے
کہیں مانگے سے بھی لشکر کا علم ملتا ہے

۴۴

مجھ سے اس ذکر کا باعث بھی کوئی کوئی سبب
سعی میں شہ سے کرو دل ہے یہ تمہارا مطلب
بچپنے کی ہیں یہ باتیں کہ نہیں پاس ادب
ابھی کیا ہوتا جو سن لیتے شہنشاہ عرب
دور کیا تھا جو بزرگانہ عنایت ہوتی
تم تو خوش ہوتے مگر مجکو ندامت ہوتی

۴۵

میں تو کچھ سمجھی تھی لیکن ہیں تمہارے کچھ طور
بات وہ کہتے ہو جس کا نہ ٹھکانا ہے نہ ٹھور
سوچنا ہے نہ سمجھنا ہے نہ کچھ فکر نہ غور
ہو گئے ذکر علم چھڑتے کے تیور ہی کچھ اور
ابھی کیا مشورے تھے اور ابھی کیا کہنے لگے
منہ لگاتے ہی لیاقت سے سوا کہنے لگے

۴۶

میں نے مانا کہ بزرگوں کے ہنر تم نے ہیں پائے
سوچو یہ بھی تو کہ آخر ابھی ہیں کے تو ہو جائے
حد سے تم گزرو تو غصہ مجھے کس طرح نہ آئے
بات ایسی ہے کہ انسان کا اس پر عیب جائے
آپڑا وقت نہیں جنگ کے قابل کیا ہو
مانگتے ہو جو علم اُنکے مقابل کیا ہو

www.emarsiya.com

www.emarsiya.com

۴۷

شوق لینے کا ہے اس منصب والا کے اگر
پہلے دکھلاؤ تو کچھ اپنی شجاعت کے ہنر
دیکھوں میں بھی تو اُلٹ آتے ہو کیونکر لشکر
نذر کو ناموں کے لاؤ پسر سعد کا سر
پہلے حق ہوئے جو قایم تو مزا ملتا ہے
امتحاں بعد سپاہی کو صلا ملتا ہے

۴۸

کام بن آئیگا جسوقت یہ تم سے مری جان
تو میں کہتی ہوں کہ ہوگا نہ تامل اس آن
سب کہیں گے کہ بزرگوں کی ہے ان بچوں میں شان
یہ علم کیا ہیں دلادوں گی محمد کا نشان
وقت پھر آئے تو دکھلاکے حشم بھی لڑنا
آج یوں جاؤ تو کل لیکے علم بھی لڑنا

۴۹

رخصت جنگ جو ملجائے تو یہ ہے کیا کم
پھوپھی بچو سر وارے پہلے ہو گلزار ارم
کر سکیں تیغ بھی اپنی نہ علمدار علم
کردو تم لشکر کفار کے رایت کو قلم
کیا علم کچھ سبب شوکت و شاں ہے پیارو
فتح ہو جنگ یہ نصرت کا نشاں ہے پیارو

۵۰

یہ بھی سن لو کہ نہ تم نہر کا رخ بھی کرنا
پانی بھرنے کے عوض خون میں اپنے بھرنا
تشنگی بڑھنے پہ دم اور وفا کا بھرنا
آبرو مرد کی ہے آج تو پیاسا مرنا
آنکھ سے دیکھ کے نہریں نہ رہا جائیگا
پانی قسمت میں ہے بچوں کی تو آجائیگا

۵۱

اور لشکر میں نہیں مشک اٹھانیوالے
کیا تمہیں اک ہو رہے پانی کے لانے والے
دو صغیر اتنی بڑی فوج پہ جانے والے
کیا سمجھتے ہو کہ ہو پھر کے بھی آنے والے
فتح ہو جنگ تو کچھ اور تمنا بھی ہے
نہر بھی اپنا ہے صحرا بھی ہے دریا بھی ہے

۵۲

غصہ آمیز نصیحت کے سنے جب یہ کلام
اسکے عادی جو نہ تھے رو دیئے وہ نیک انجام
جوڑ کر ہاتھوں کو کہنے لگے دونوں گلفام
دیکھ ہی لیجئے گا جبکہ لڑیں گے یہ غلام
مار کر فوج کے سرداروں کو ہم جائینگے
کاٹ کر یا پسر سعد کا سر لائیں گے

۵۳

کہہ کے یہ ہو گئے خاموش جو وہ رشک چمن
نظر آئے صفت غنچہ سربستہ دہن
کہہ نہ سکتے تھے ادب سے جو کوئی اور سخن
غم و غصہ کی چڑھی تھی بانکی چتون
چپ انہیں دیکھ کے پھر چین نہ دم بھر آیا
چھاتی پھٹنے لگی زینب کا بھی دل بھر آیا

۵۴

سر کو ان بچوں کے چھاتی سے لگا کر یہ کہا
ہیں برا مانتے ہو تم بھی مرے کہنے کا
میں نہ گر کہتی تو پھر کون تمہیں سمجھاتا
اشک کیوں آنکھوں میں بھر آئے ہیں میں ہوں فدا
مطمئن کیونکر ابھی مادر ناشاد رہے
دل جلا کر کہنا اس سے کہ تمہیں یاد رہے

www.emarsiya.com

۵۵

سُنکے چپ ہو گئے تم رنج و تعب کی باتیں
بچو اس عمر میں کرتے ہو غضب کی باتیں
جو خردمند ہیں سُن لیتے ہیں سب کی باتیں
خواب ہو جائیں نہ دن کو کہیں شب کی باتیں
تم نے دیکھا نہیں حیدر کا زمانا پیارو
کھیل کے دن ہیں ابھی بھول نہ جانا پیارو

۵۶

بولیں پھر سوئے فلک دیکھ کے بادیدۂ نم
کہ کہانی تو بہت سی ہے مری جان رات ہے کم
بستر خواب پہ آرام اُٹھا لو کوئی دم
کل تو پھر ہو گے تم اور ریگ بیابانِ ستم
زندگی بھر ہمیں منہ آنسوؤں سے دھونا ہے
نیند اجل کی ہمیں تا روزِ جزا سونا ہے

۵۷

سمجھو تو کونسی ماں بچوں کی ہوگی دشمن
کیوں یہ حسرت ہے کہ خلعت کے عوض پہنو کفن
ہائے کس طرح دکھاؤں تمہیں دل کی الجھن
ایسا ہی کچھ ہے جو اس طرح کے کرتی ہوں سخن
کاش منصورِ خدا جنگ سے پھیرے تم کو
لے بس اب سوؤ کہ اُٹھنا ہے سویرے تم کو

کہہ کے یہ رونے لگیں خواہرِ سلطانِ انام
ماں کے پہلو میں وہیں لیٹ رہے وہ گلفام
کروٹیں لیتے رہے پہلے کیا کچھ نہ کلام
تھپکیاں ماں نے جو دیں کر گئے دونوں آرام
جس سے رو کے کوئی اس بات کا ڈر ہوتا تھا
کم سن ایسے تھے کہ لوری کا اثر ہوتا تھا

www.emarsiya.com

۵۹

سوچ کر دل میں کہ ان پھولوں کی آخر ہے بہار
ماں کبھی ہوتی تھیں صدقے کبھی ہوتی تھیں نثار
کبھی ان دونوں کو لپٹا کے گلے کرتی تھیں پیار
کبھی لب پر تھا تبسم کبھی آنکھیں خونبار
کسی کا کبھی ان دونوں کی غم کرتی تھیں
کبھی پڑھ پڑھ کے دعا سینوں پہ دم کرتی تھیں

۶۰

کبھی کہتی تھیں کہ یہ مرنے کے قابل نہیں ہے
یہ تمنا تھی کہ خالق انہیں پروان چڑھائے
کبھی کہتی تھیں انہیں پر ہر اک آفت آجائے
مگر اللہ محمد کے نواسے کو بچائے
کس طرح ہائے یہ آئی ہوئی آفت ٹل جائے
فدیہ دیتی ہوں کہ بھائی کی مصیبت ٹل جائے

ن وہ رات ہوئی ایسے ہی دھڑکوں میں بسر
جب کیا ضبط فغاں آنے لگا منہ کو جگر
ہوتے جاتے تھے نمودار جو آثار سحر
فق ہوا جاتا تھا رنگ رخ بنت حیدرؑ
دل کے سینے سے نفس کی جو ہوا آتی تھی
کان تک دل کے دھڑکنے کی صدا آتی تھی

جب ہوا روز دہم چاک گریبان سحر
چہچہانے لگے ہر نخل پہ مرغان سحر
خیط ابیض سے نمودار ہوئی شان سحر
غرب سے جا کے ملا گوشۂ دامان سحر
گل خورشید نے مشرق سے زر افشانی کی
زندگی ختم ہوئی شمع شبستانی کی

۶۳

صبح کا ہوتا ہے کیا خلق میں دلکش منظر
صبح عاشور مگر تھی عجب آفت کی سحر
فق تھا بیمار کے چہرے کی طرح روئے قمر
جھلملاتی ہوئی شمعیں تھے فلک پر اختر
فرق تھا مہر کے آئین جہاں داری میں
چرخ تھا سوگ نشیں خیمۂ زنگاری میں

۶۴

تھی بہار گل و ریحاں سے عیاں شان خزاں
ہوتے تھے مثل چراغ سحری گل خنداں
تھی نسیم اکھڑی ہوئی سانس کے مانند رواں
پھول سے بو کا نکلنا تھا فراق تن و جاں
تھا تغیر جدھر آتی تھیں نگاہیں مڑ کر
بے ثباتی کی خبر دیتا تھا رنگ اڑ اڑ کر

۶۵

تھی قمری پر جو اداسی تو چمن بے رونق
نظر آتا تھا فلک پر رخ مہتاب بھی فق
وا تھا دروازۂ گلشن بھی کلیجا کے شق
ایک اک برگ شجر دفتر غم کا تھا ورق
رشتۂ خام تھا تار رگ جاں بلبل کا
کھل کے ابتر ہوا شیرازہ کتاب گل کا

۶۶

عکس سرو کی تصویر تھے سرو لب جو
آبشاروں سے برستے تھے برابر آنسو
زرد تھی نرگس شہلا کی بھی چشم جادو
سنبل استادہ تھا اک سمت کشادہ کیے مو
ہر کلی دل کی طرح رنج سے بے حال ہوئی
دم بخود رہنے سے سوسن کی زباں لال ہوئی

www.emarsiya.com

٦٧

غنچے کھلنے کے عوض ہو رہے تھے پژمردہ
خاطر بلبل ناشاد بھی تھی افسردہ
برگ افتادہ تھے یا فوج ہزیمت خوردہ
دیکھ کر سوئے چمن ہوتا تھا دل آزردہ
لاش بے گور تھے اشجار فتادہ گویا
ہر روش تھی عدم آباد کا جادہ گویا

٦٨

پیہم آتی تھی تھپیڑوں سے ہوا کے یہ صدا
گل ہوا چاہتی ہے شمع مزار زہرا
موج صرصر کی کشاکش تھی کچھ اس سے سوا
جو شجر جھک کے اٹھا شاخ گری ہو کے جدا
نخل تازہ تھے خزاں دیدہ شجر کی صورت
تند جھونکے تھے ہواؤں کے تبر کی صورت

کرتے تھے جو مرغان خوش الحان باہم
آتی تھیں ہائے حسینا کی صدائیں پیہم
طوق پہنے ہوئے قمری بھی یہی بھرتی تھی دم
ہے گلوگیر یہاں عابد بیمار کا غم
ہوا صد چاک ہر اک گل کا امیرانہ لباس
فاختہ پہنے تھی ماتم میں فقیرانہ لباس

سر اٹھائے ہوئے پانی پہ یہ کہتے تھے حباب
زیست پیاسوں کی زمانے میں ہے اب نقش بر آب
غم کا طوفاں تھا کہ آتے تھے پیاپے سیلاب
دیتا تھا قید مصیبت کی خبر ہر گرداب
الم و درد تھا ہر رنگ کی تصویروں میں
غل تھا نالوں کا بپا موجوں کی زنجیروں میں

www.emarsiya.com

۷۲

بولا گھبرا کے بڑا ہونے لگے کیا بیکار
کہا چھوٹے نے کہاں رکھی ہے میری تلوار
ماں نے فرمایا مناسب نہیں جلدی زنہار
ابھی پڑھ آؤ نمازیں تو یہ مادر ہو نثار
وقت پر فدیہ سلطان حجازی بھی ہو
شان غازی کی یہی ہے کہ نمازی بھی ہو

۷۳ مطلع

ٹھیک جب وقت نماز سحری کا آیا
مرتبہ کعبہ کا مقتل کی زمیں نے پایا
بڑھ کے عباس نے سجادہ ادھر بچھوایا
خواب سے بیٹوں کو زینب نے ادھر چونکایا
لیکے انگڑائیاں دونوں گل رعنا اٹھے
آنکھیں ملتے ہوئے پڑھتے ہوئے کلما اٹھے

۷۴

مقتدی ساری جماعت کے تھے سلطان حجاز
ہاشمی سب صف اول میں تھے حسب اعزاز
تھے صف ثانی و ثالث میں رفیق جانباز
ختم ہوتے ہی اقامت ہوا آغاز نماز
ذکر خالق میں جو لب شاہ ہدیٰ نے کھولے
باب رحمت کرم رب علا نے کھولے

۷۵

یہاں کان میں آنے لگی آواز اذاں
خدمت شہ میں روانہ ہوئے دونوں ذیشان
رخ پہ تھا خاک تیمم سے عجب حسن عیاں
شمعیں در پردۂ فانوس میں گویا تھیں نہاں
آکے سجادوں پہ وہ عرش نشیں بیٹھ گئے
کرکے تسلیم قریب شہ دیں بیٹھ گئے

www.emarsiya.com

۷۵

مقتدی پیش رو منزل تسلیم و رضا
مقتدی دل سے مطیع پسر خیر ورا
مشعل راہ ہدایت تھی مکبر کی صدا
ہوتے جاتے تھے سہولت سے سب ارکان ادا
یوں تھا ہر شخص مکبر کی صدا کا پابند
قافلہ جیسے ہو آواز درا کا پابند

۷۶

منتخب تھی یہ گردوں وہ جماعت ساری
کلمۂ پاک تھا ہر خشک زباں پر جاری
بسکہ ایماں سے نہ تھی جان کسی کو پیاری
ظہر تک ہو گئے مقبول جناب باری
خون میں ڈوب کے جو دشت بلا میں پہنچے
سرخرو خلق سے درگاہ خدا میں پہنچے

۷۷

تھے مصلے پہ ابھی بادشہ جن و بشر
ناگہاں ایک خبردار نے دی آ کے خبر
ظلم و بدعت پہ کمر باندھ چکے بانی شر
آگے بڑھتا ہی چلا آتا ہے سارا لشکر
مشورہ ہو گیا خیموں کے جلا دینے کا
قصد ہے خانۂ اسلام کے ڈھا دینے کا

۷۸

سن کے یہ غازیوں نے ترک وظائف کو کیا
کہ مخل طاعت رب میں بھی ہوئے اہل جفا
سجدۂ شکر کے سب نے بہ تعجیل ادا
تیوروں سے تھا ہر اک شیر کے غصہ پیدا
دل پہ رنج ستم اہل جفا سہہ کے اٹھے
شہ مصلے سے رضینا بقضا کہہ کے اٹھے

www.emarsiya.com

٧٩

بڑھ کے عباس نے کی عرض کہ یا شاہِ امام
اب طرح دیں نہ انہیں بادشہ عرش مقام
پاس ایماں ہے نہ بیدینوں کو شرم اسلام
حکم اگر ہو تو ابھی سب کو ہٹادے یہ غلام
بے ادب امن نہ ہنگام وغا بھی پائیں
اب قدم آگے بڑھائیں تو سزا بھی پائیں

شہ نے فرمایا مناسب نہیں تعجیل ابھی
یہ جو ظالم ہیں تو عادل ہے خدائے ازلی
دکھ ایذا ہمیں پائینگے نہ راحت خود بھی
ہم بھی چلنے ہی کو ہیں وقت کے ہیں منتظر ہی
جنگ جب چاہیے جب صبر کی طاقت نہ رہے
تیر بھی آئیں کہ باقی کوئی حجت نہ رہے

دیکھئے اپنی طرف کیوں ہے یہ اتنا غصہ
نہیں وہ وقت کہ پورا ہوا ارادا ان کا
کچھ ضرورت نہیں جانے کی سوئے دشت وغا
آپ کا رعب ہے کافی انہیں آسکتے ہیں کیا
ولولے دل کے بڑے بھی ہیں تو گھٹ جائینگے
پاؤں تھرائیں گے ایسے کہ پلٹ جائیں گے

پہنے جبہ میں ہتھیار لگائیں تو چلیں
دوش پر آپ علم پہلے اٹھائیں تو چلیں
سب مجاہد کمریں باندھ کے آئیں تو چلیں
چاہنے والوں کو دیدار دکھائیں تو چلیں
نہ گلے ملکے یہ شکوہ نہ زباں پر آئے
کیا خبر کون پھرے کون نہ پھر کر آئے

۸۲

بیبیاں بیٹھی تھیں خیمہ میں پریشان و حزیں
کوئی روتی تھی کوئی خاک پہ رکھے تھی جبیں
کوئی کہتی تھی سلامت رہیں شاہنشہ دیں
آسرا اور کوئی ہم سے غریبوں کا نہیں
غم کے طوفان سے کون آ کے نکالے یارب
تو ہی اس ڈوبی کشتی کو بچالے یارب

۸۳

شاہ خیمہ میں گئے تو تھم گئے باہر انصار
ساتھ تھے جملہ عزیزان امام ابرار
اکبر و قاسم و عباس بصد جاہ و وقار
پیچھے پیچھے بادب بنت علیؑ کے دلدار
ہاشمی شیر نہ تھے خسرو دیں کے ہمراہ
سترہ چاند تھے خورشید مبیں کے ہمراہ

۸۴

سن کے یہ حضرت زینب گئیں اور پھر آئیں
کشتیاں پیش کیں اور بولیں کہ اے عرش نشیں
میرے فرزندوں کی نسبت ہے جو حکم شہ دیں
مجھ کو پیارے ہیں یہ سوا قاسم و اکبر سے نہیں
ان سے کم رتبہ ہیں گو ویسے ہی پیارے ہیں یہ
کیونکہ پوتے وہ علیؑ کے ہیں نواسے یہ ہیں

۸۵

شہ نے زینب سے کہا میرے قریب آؤ بہن
جو تبرک ہے بزرگوں کا اسے لاؤ بہن
اپنے بچوں کو یہاں سے کہیں لے جاؤ بہن
ضد کریں ساتھ کے چلنے پہ تو سمجھاؤ بہن
کیونکہ جو جائے گا مقتل سے پھر آنے کا نہیں
میں سمجھ بوجھ کے یہ لعل گنوانے کا نہیں

www.emarsiya.com

www.emarsiya.com

۴۸

سینیں بانہیں پہ پہن کے شہِ دیں نے جو بگوش
ہو رہے دیکھ کے ان بچوں کی صورت خاموش
بڑھ کے فضہ نے ہٹائے جو سبھی کشتی پوش
دیکھ کر تیغ علی دل میں دعا کا ہوا جوش
یہی پہلو تھا جو اللہ کی خورسندی کا
کہا عباس سے دو حکم کمربندی کا

۴۹

بات اب ایسی نہ فرمائیں امامِ جمہور
یہ فداشہ پہ نہ ہوں یہ نہیں مجھکو منظور
میری خاطر سے وہ ہو عفو کیا ہو جو قصور
تھوڑے ہو جائیں گے دل انکے جو روکیں گے حضور
ہیں یہ پابند چچاجی سے گذر جائیں گے
کسی گوشے میں گلے کاٹ کے مر جائیں گے

۵۰

سج کے ہتھیار جو فارغ ہوئے سلطانِ امم
دیا عباس دلاور کو محمد کا علم
دو نشاں اور سجے طول میں اس سے تھے جو کم
سبز و سرخ انکے پھریرے تھے تو کالے پرچم
پنجے ضو اپنی برابر سے جو دکھلاتے تھے
تین چاند ایک ہی منزل میں نظر آتے تھے

۵۱

سن چکے شیر نے یہ حکم امامِ ابرار
کہا اکبر سے کہ باندھو کمر اب اے دلدار
کیا قاسم سے اشارہ کہ منگاؤ رہوار
کہا مسلم کے صغیروں سے لگاؤ ہتھیار
چاہتے تھے جو بہت دونوں خردمندونکو
پٹکے دیدیئے زینب کے بھی فرزندونکو

www.emarsiya.com

۹۱

دیکھ کر عون و محمدؐ کو یہ بولے شبیر
قابل اس عہدے کے تھے دونوں ہی یہ ماہِ منیر
جعفر ایک انکے تھے جد ایک شہِ خیبر گیر
انکو دیتا یہ علم ہوتیں جو عمریں نہ صغیر
آن بان اپنے بزرگوں کی دکھاتے دونوں
شان سے حیدر و جعفر کی یہ جاتے دونوں

۹۲

مگر افسوس کہ سنبھلیں گے نہ ان سے بچے بار
اک علم ایک فرس ایک سپر اک تلوار
بے مدد ہو نہیں سکتے ابھی گھوڑے پہ سوار
رک گئے ہاتھ تو کس طرح کریں گے پیکار
روکنا ہوگا کٹھن وار بھی چل جائیں گے
زد پر آئے بھی جو دشمن تو نکل جائیں گے

۹۳

بھائی زینبؑ کے نہیں اسکی ضرورت کیا ہے
سن ابھی دونوں کے کیا ہیں قد و قامت کیا ہے
نام یوں ہو تو نشاں لینے کی حاجت کیا ہے
علمِ فتح جو ہاتھ آئے تو رایت کیا ہے
غرض اس سے ہے پڑے وقت تو کچھ کر کے پھریں
سر کریں جنگ کو میدان سے یا مر کے پھریں

۹۴

[illegible] ہے یہ حضرت نے جو کچھ فرمایا
مرتبہ بڑھ گیا عزت کا نشاں ہاتھ آیا
سر پر انکے رہے حضرت کا ہمیشہ سایہ
آپ نے دینے کو فرمایا انہوں نے پایا
زندہ رہتے تو نمودار بھی ہوتے دونوں
وقت آتا تو علمدار بھی ہوتے دونوں

www.emarsiya.com

۹۵

ختم جس دم یہ ہوئی بھائی بہن کی گفتار
ملکے ہر ایک سے رخصت ہوئے شاہِ ابرار
منتظر تھے درِ دولت پہ رفیق و انصار
ایک اک جن میں وفاکیش و سعادت اطوار
عزمِ پیکار میں شمشیر و سپر باندھے ہوئے
منتظرِ حکم کے مرنے پہ کمر باندھے ہوئے

۹۶

سب کے سب گوش بر آواز تھے اور چشم براہ
حسرتِ دید دلوں میں طرف خیمہ نگاہ
پردہ اٹھا درِ دولت کا برآمد ہوئے شاہ
حشم و جاہ نے دی بڑہکے صدا بسم اللہ
نور پھیلا جو چراغِ رہِ ایماں نکلا
کلۂ ابر ہٹا مہرِ درخشاں نکلا

۹۷

تھے ادب سے ہوئے تسلیم کو صف باندھ کے سب
ہاتھ نزدیک جبیں آئے تو گویا باادب
سر فروشوں نے ادا کر دئے دلکے مطلب
کہ نہ مجبور نہ مرجانے میں ہم قاصر ہیں
نذر مقبول اگر ہو تو یہ سر حاضر ہیں

۹۸

ہر طرف پھیل گئی چہرۂ انور کی ضیا
سامنے جس کے خجل دیدۂ اختر کی ضیا
مرتبہ رکھتی ہے کیا ماہ منور کی ضیا
اس ضیا سے نہیں بڑھ کر شہ خاور کی ضیا
ساتھ سب حیدر کرار کے پیارے نکلے
عقب ماہ چمکتے ہوئے تارے نکلے

۹۹

بسکہ تھی اُن پہ نگاہِ کرمِ شاہِ ہدیٰ
دی ہر اک غازی و دیندار کو بخشش کی دعا
رن میں پہلے سے صف آرا تھی جو فوجِ اعدا
شہ نے اس چھوٹے سے لشکر کو بھی ترتیب دیا
کون یوں تو کرمِ شہ سے نہ ممتاز ہوا
جو تھا جس عہدے کے لائق وہ سرافراز ہوا

۱۰۰

گو کہ تھے میمنہ و میسرہ فوج میں غیر
غیر وہ چین نہ شبیر کو تھا جن کے بغیر
تھے وہ محتاجِ حرم کوئی نہ تھا ساکنِ دیر
افسری پر ہوئے مامور حبیب اور زہیر
مرتبہ کچھ نہ سوا ان کو نہ کم ان کو دیا
اک علم ان کو دیا ایک علم ان کو دیا

تھے جواں قلب میں سب ہاشمی و مطلبی
جن کے چہروں سے عیاں شوکتِ عالی نسبی
تھے سبھی یوں تو عزیزانِ رسولِ عربی
بعض ایسے تھے کہ تھے وارثِ میراثِ نبی
فعل ان کے خبریں مخبرِ صادق کی تھیں
صورتیں صلِ علیٰ مصحفِ ناطق کی تھیں

۱۰۲

دل سے سب تابعِ فرمانِ امامِ ابرار
طفل بھی ان میں جوانوں سے نہ کم تھے زنہار
گو کہ تھا منتخبِ دہر ہر اک خوش کردار
ہوئے عباس علمدار تو اکبر سالار
راحتِ جانِ نبی و شہِ مرداں وہ تھے
زورِ اسلام یہ تھے قوتِ ایمان وہ تھے

www.emarsiya.com

۱۰۲

عہدے تو ہو چکے تقسیم ہوئے شاہ سوار
پاؤں گلگوں نے بڑھایا کہ چلی باد بہار
باادب ساتھ ہوئے جملہ عزیز و انصار
کھل گئے تین پھریرے علموں کے یکبار
خبر آمد کی نشانوں کی ضیا دے کے چلی
نکہت گلشن دیں باد صبا لے کے چلی

۱۰۳

ایک کو بازوئے سردار دو عالم کہیے
ایک کو راحت جان شہ اکرم کہیے
مرتبے سے نہ سوا کہیے نہ کچھ کم کہیے
غیظ ان کو تو نہیں خلق مجسم کہیے
کیوں نہ ہوتا چشم حسن کی نشانی وہ تھے
تھے یہ تصویر علی احمد ثانی وہ تھے

…ہمیں بھی تھے پہلے ہمیں میدان میں جائیں
غرق دریائے وفا ہوں در مقصد پا جائیں
دن یہ ہے ناموری کا ہنر جنگ دکھائیں
فتح قسمت سے میسر ہو تو غازی کہلائیں
جی بچیں گر تو ہوں ارباب وفا میں داخل
سر قلم ہوں تو ہوں فرد شہدا میں داخل

…جاتے تھے میداں کی طرف یوں بچشم
آگے بڑھتے تھے جوانوں سے بھی بوڑھوں کے قدم
ہوتا مانع جو نہ ان کو ادب شاہ امم
لڑکے بیساختہ جا پڑتے سوئے فوج ستم
…م عادل کا اشاروں ہی میں کہہ جاتے تھے
دیکھ کر قبضۂ شمشیر کو رہ جاتے تھے

www.emarsiya.com

۱۰۷

پہونچے اس جاہ و حشم سے جو امام دو سرا
کی نظر روک کے گھوڑے کو سوئے دشت وغا
ناگہاں لشکر اعدا میں ہوا غل یہ بپا
وہ حسین آ گئے میدان میں اب دیر ہے کیا
آج بے قتل نہ شمشیر و سپر کھولیں گے
باندھ کر عابد لاغر کو کمر کھولیں گے

۱۰۸

بس یہ غل ہوتے ہی پیاسوں پہ برسنے لگے تیر
طبقہ ہلنے لگا اس طرح بڑھی فوج کثیر
تھی سوا مور و ملخ سے بھی دل لشکر کی بھیر
پھر گئے اس سمت بھی انصار شہ عرش سریر
طالب اذن وغا شہ سے مصر ہو کے ہوئے
آ گئے سامنے غازی سپریں رو کے ہوئے

بسکہ تھی پیش نظر شاہ کے فرد شہدا
جسکو ہوتا تھا مناسب اسے دیتے تھے رضا
جو گیا راہ سے مقتل کی جناں میں پہونچا
تھی دلیروں کو خوشی مرنے کی جینے سے سوا
باری باری حق الفت سے ادا ہونے لگے
یوہیں ناصر شہ والا کے جدا ہونے لگے

۱۱۰

دم بدم تھا جو ادھر شور مبارز طلبی
تھے ادھر جوش میں سب ہاشمی و مطلبی
غیظ سے کانپتے تھے قاسم و ہمشکل نبی
دیکھی جاتی تھی نہ عباس سے یہ بے ادبی
یاد تھیں رات کی باتیں جو خردمند و نکو
ضبط کی تاب تھی زینب کے نہ فرزندوں کو

www.emarsiya.com

جنگ کے جا کے دکھاتا تھا ہنر جو ذیجاہ
ہو کے بیتاب یہ کہہ اُٹھتے تھے سبحان اللہ
تھی دمِ رد و بدل جانبِ شمشیر نگاہ
زخم جس دوست کے لگتا تھا نکل جاتی تھی آہ
اپنی ناکامیوں پر شرم سے کٹ جاتے تھے
کشتہ ہوتا تھا جو کوئی یہ تڑپ جاتے تھے

جاتا تھا ایک کے بعد ایک جو ہر پیکار
رخصتِ جنگ طلب کرتے تھے یہ بھی ہر بار
روک دیتے تھے مگر انکو شہِ عرش وقار
ظہر تک ہو گئے سب ختم رفیق و انصار
اور مغموم امامِ دوسرا ہونے لگے
جن میں تھا خون شریک اب وہ جدا ہونے لگے

شورے کرتے تھے آپس میں یہ غازی تو اِدھر
اور اُدھر جنگ پہ سرگرم تھے وہ رشکِ قمر
واقعہ قتل کا مسلم کے جو تھا پیشِ نظر
کسی کوفی کے لیے تھی نہ کسی جا بھی مفر
تھا کہیں موت سے بچنے کا نہ چارا اسکو
جو جہاں جا کے چھپا ڈھونڈھ کے مارا اسکو

بیٹے مسلم کے جگر بند جو مقتل کو رواں
بھانجے شہ کے یہ کرنے لگے آپس میں بیاں
اذن دیتے نہیں ہمکو تو امامِ دوجہاں
خوف یہ بھی ہے کہ ناخوش نہ کہیں ہوں اماں
اپنے قابو کی نہ ہو بات تو کیا کیجے آپ
اب انہیں سے یہ کہیں اذن دلا دیجے آپ

www.emarsiya.com

۱۱۵

ران باگ انکی وہ پیاری وہ خوش اسلوب نشست
نشے آنکے بھی ہرن کر دیے جو تھے بدمست
کبھی یہ مورچہ توڑا کبھی دی اسکو شکست
کوئی بے سر نظر آتا تھا تو کوئی بے دست
کام شمشیر و سپر سے بہ اسلوب لیا
باپ کے خون کا بیٹوں نے عوض خوب لیا

۱۱۶

پھیر لیتے تھے انہیں ملکے جو لشکر کے سوار
کہتے تھے عون و محمد کہ برادر ہشیار
انکو ہوتا تھا جو نرغہ سے نکلنا دشوار
قصد کرتے تھے یہ دونوں کہ بڑھا دیں رہوار
تیغ انکی کسی دشمن پہ جو چل جاتی تھی
واہ بے قصد زبانوں سے نکل جاتی تھی

۱۱۷

جب بھڑتی دلیروں سے لڑائی بن کے
غنچے مرجھاتے تھے کھل کھل کے ادھر سوسن کے
مورچے توڑتے تھے جب وہ صفِ دشمن کے
داد دیتے تھے یہ جانبازیوں کی تن تن کے
باگیں تانے ہوئے جس صف پہ وہ چڑھ جاتے تھے
یہ بھی دو چار قدم جوش میں بڑھ جاتے تھے

۱۱۸

مسکرا دیتے تھے اسوقت شہ قدر شناس
روک لیتے تھے مگر بڑھکے جناب عباس
شاہ فرماتے تھے بھائی رہو ان بچوں کے پاس
ولولے نام خدا ہیں کہ نہیں کچھ وسواس
شان حیدر کی یہ بچے ہیں دکھانے والے
جا پڑے گر تو پلٹ کر نہیں آنے والے

۱۱۹

بس یہ فرماتے ہی انجام کا دھیان آنے لگا
پھر گیا موت کا بچوں کے نظر میں نقشا
اشک آنکھوں سے بہانے لگے شاہ دوسرا
ناگہاں آنے لگی فتح کے باجوں کی صدا
غل تھا ہر سمت کہ دو ضیغم نر قتل ہوئے
جنگ میں ایلچی شہ کے پسر قتل ہوئے

۱۲۰

سن کے یہ لاشیں اٹھانے کو چلے شاہ انام
در خیمہ پہ ادھر آئے یہ دونوں گلفام
خوف سے ماں کے نہ تھی ایک کو بھی تاب کلام
تھرتھراتے تھے قدم کانپ رہے تھے اندام
رعب مادر کا جو دونوں پہ اثر غالب تھا
بات منہ سے نہ نکلتی تھی یہ ڈر غالب تھا

۱۲۱

تو ادھر تھیں یہاں سوچ میں سر نہوڑائے
تھرتھراتے ہوئے جو سامنے فرزند آئے
ڈر سے خاموش تھے جو بنت علی کے جائے
بولیں کیوں خیر تو ہے خوشخبری کیا لائے
نام روشن کئے دکھلا کے جلالت پلٹے
جنگ سر ہو گئی شاید جو سلامت پلٹے

۱۲۲

خیر اس دن کی تو امید تھی گر ہو یہی بات
وہی خالق نے دکھایا ہو جو کچھ کہتے تھے رات
کیا دعا پڑھتے رہے وقت نزول آفات
کتنے ظاہر ہوئے خردوں سے بزرگوں کے صفات
باجے بجتے ہیں یہ کیوں فتح کا کیسا غل ہے
کیا یہ میداں میں تمہاری ہی ظفر کا غل ہے

۱۳۳

سچ کہو فوج بھگا آئے کہا شک جا کر
کئے مجروح ہوئے کتنے گئے سوئے سقر
سرنگوں کس نے کیا بڑھ کے نشان لشکر
لاؤ دیکھوں تو کہاں ہے پسر سعد کا سر
خوش کرو دل تو بھی چھاتی سے لپٹالوں میں
پیچ خوں میں ہوں آلودہ تو دھو ڈالوں میں

۱۳۴

روکے دونوں نے کہا ایسی کہاں تقدیریں
بڑھنے دیتی نہیں ناکامیوں کی زنجیریں
بگڑے تقدیر تو کس طرح بنیں تدبیریں
نہ چلے زور تو کیونکر سپروں کو چیریں
شہ سے بے اذن لئے جنگ کو جاتے کیونکر
پاؤں ہم راہ اطاعت سے ہٹاتے کیونکر

۱۳۵

[illegible] زینب نے بہانہ تو نکالا اچھا
کچھ کہو تم مجھے آئے گا نہ باور حاشا
یہ تو بتلاؤ کہ غائب رہے ابتک کس جا
پہلے آتے تو دلا دیتی نہ کیا رن کی رضا
صبح سے ایک بھی نزدیک نہ میرے آیا
دھیان اب بھی تمہیں آیا تو سویرے آیا

۱۳۶

ہو گئے ختم سب انصار تمہیں ہوش نہیں
مر گئے شاہ کے غم خوار تمہیں ہوش نہیں
ہوئے سب خواب سے بیدار تمہیں ہوش نہیں
گئے مسلم کے بھی دلدار تمہیں ہوش نہیں
کٹ گئے دوست عزیزوں کی بھی باری آئی
اتنا دن آگیا نوبت نہ تمہاری آئی

۱۲۸
میں نے پالا نہیں کاہے ہیں سمجھوں کی بھلا
گو یہ باتیں بھی ہمیں آگئیں اب نام خدا
گو ضعیفی ہے مگر ہوش تو میرے ہیں بجا
بھول جانا بھی تھا حکمت جو گذرتا غصا
کیا مجھے یاد نہیں صبح جو تم آئے تھے
پیچ خود ہمیں عباس نے بندھوائے تھے

مجھ سے کرتے ہو بہانہ کہ رضا شہ نے نہ دی
جو گئے جنگ کو رخصت انہیں کسطرح ملی
تم سے جو شاہ کو الفت تھی کسی سے وہ نہ تھی
جان پیاری تھی نہ مسلم کے جگر بندوں کی
سب یہ بیجا ہیں سخن لب پہ جو لاتے ہو تم
مرنا آساں نہیں جان چھپاتے ہو تم

۱۳۰
بہت غضب جعفر طیار کے پوتے کہلاؤ
اور حیدر کے نواسے بھی ہیں یہ نسبت کو جتاؤ
آپڑے وقت تو منہ جنگ سے کسطرح چھپاؤ
نہیں میدان میں جاتے تو وطن کو پھر جاؤ
خیر یونہی سہی جو ہو سکے وہ کام کرو
خلق میں نام بزرگوں کا نہ بدنام کرو

۱۳۱
…ت کیا تھی غرض انکی مجھے بتلاؤ ذرا
بیٹھو خیمہ میں کہ جاؤ سوئے میدان وغا
کیا اجازت یہ نہ تھی منہ سے کہا یا نہ کہا
صاحب فہم قرینے سے سمجھتے نہیں کیا
اذن دیتے تمہیں آمادہ جو حضرت پاتے
منتیں کرتے تو فوراً ہی اجازت پاتے

۱۳۱

اور اک بیٹھے بٹھائے ہوا دھڑکا پیدا
ہے یہاں جبکہ یہ حالت تو وہاں کیا ہوگا
ہو کہیں نام نہ بدنام بنی ہاشم کا
اب نگہبان ہے عزت کا بزرگوں کی خدا
دل میں تھامنہ پہ مگر ذکر نہ کرتی تھی میں
وہی پیش آ گئی جس بات کو ڈرتی تھی میں

۱۳۲

ولولے سب کے کدھر ہیں وہ ارادے ہیں کہاں
سر کئے لیتے تھے باتوں میں وغا کا میداں
افسر فوج کا سر نذر دیا خوش ہوتی ماں
سرنگوں کر دے کفار کے لشکر کے نشاں
کیوں وہ ہمت نہ رہی کیوں وہ ارادہ نہ رہا
وقت جب آیا تو تلوار پہ قبضہ نہ رہا

۱۳۳

اب وہ وقت آئیگا جب خوں میں نہاؤ گے تم
اشک ابھی لاشہ پہ کس کس کے بہاؤ گے تم
بعد شہ کیا ہنر جنگ دکھاؤ گے تم
دشمن انکے بھی نہ جب ہونگے تو جاؤ گے تم
نصرت شاہ میں جانوں پہ نہ گر کھیلو گے
ساتھ کیا ماں کے اسیری کے محن جھیلو گے

کس قدر جوش تھے سن سن کے بزرگوں کے ہنر
آ گیا مجھکو یقیں ایسی دکھاتے تیور
ماں کے غصے سے جو ڈرتے تھے خردمند پسر
آ گیا ماتھے پہ عرق شرم سے اور جھک گئے سر
نور چہروں سے تو مانند قمر ساطع تھا
ہوئی جنبش نہ لبوں کو کہ ادب مانع تھا

www.emarsiya.com

۱۳۵

ناگہاں لائے یتیموں کی جو لاشیں سرور
دوڑے اہل حرم سبط نبی پیٹتے سر
ماں گری خاک پہ تھامے ہوئے ہاتھوں سے جگر
ہو گیا نالہ و فریاد سے برپا محشر
غل تھا بیوہ کی کمائی پہ بھی آفت آئی
لاشیں کیا آئیں کہ خیمہ میں قیامت آئی

۱۳۶

پاس اودھر بچوں کی لاشوں کے بپا تھا کہرام
سوچ میں چپ تھیں کھڑی خواہر سلطان انام
آئے زینب کے جو نزدیک شہ عرش مقام
بولیں یہ دیکھ کے حضرت کی طرف وہ ناکام
دیجئے گا کسی اب اذن میں واری بھیا
کس کے جانے کی ہے میدان میں باری بھیا

۱۳۷

رو کے شہ بولے قضا جسکو بلائے زینب
کوئی دیکھے جو دکھ ہم نے اٹھائے زینب
جس کا جی چاہے وہ فرقت میں رلائے زینب
نام کس کا یہ جگر ریش بتائے زینب
کون سے گل ہیں داغ اپنا دکھانیوالے
دو پہر میں ہیں سبھی خلد کو جانے والے

۱۳۸

عون کی یہ بھی غلام آپ کے مشتاق ہیں آپ
کرتے ہیں اذن وغا میری سفارش سے طلب
دلیہ تا چند سہیں تشنہ دہانی کے تعب
گر مناسب ہو تو بر لایئے ان کا مطلب
میں بھی ناخوش ہوں اجازت بھی نہیں پاتے ہیں
ڈر سے کہتے نہیں کچھ دل میں گھٹے جاتے ہیں

۱۳۹

شفقتیں آپکی میں دیکھتی تھی اپنے مدام
جو طلب کرتے تھے دیتے تھے شہنشاہ انام
آج کیا ہے جو اجازت نہیں پاتے یہ غلام
درج فرد شہدا میں نہیں کیا ان کا نام
یہ مرے گل نہیں جنت کے چمن کے قابل
یا یہ فدئے نہیں سلطان زمن کے قابل

۱۴۰

یاد آتے ہیں وہ اشفاق امام ابرار
جاؤ بیجا وہ ضدیں انکی وہ حضرت کا پیار
جائیں لے لیکے رضا جنگ کی سب خوش کردار
رہیں محروم سعادت سے یہی گل رخسار
خدمتی یہ بھی تو آقائے ذوالاکرام کے ہیں
آج اپنے کام نہ آئے تو یہ کس کام کے ہیں

۱۴۱

ان سے رنجیدہ ہیں کچھ بادشہ جن و بشر
دیجئے سخت سزا بے ادبی کی ہو اگر
اختیار آپ کو ہے مجھ سے زیادہ ان پر
آپ ان دونوں کے آقا ہیں جو میں ہوں مادر
مطمئن کیجئے للہ مرا دل بھائی
کیا قصور ان کے نہیں عفو کے قابل بھائی

۱۴۲

شہ نے فرمایا کہ ان میں سے نہیں کوئی بھی بات
بخدا قابل تعریف ہیں انکے عادات
کمسنی میں ہیں بزرگوں سے مشابہ حرکات
یہ سبب تھا جو تامل ہوا اے نیک صفات
دل سے واقف ہے دونوں کی غربت زینت
مجھ سے دی جاتی نہیں مرنے کی رخصت زینب

www.emarsiya.com

۱۴۳

کس طرح ان سے کہوں جاؤ سو فوج گراں
لشکر شام کہاں اور یہ دو طفل کہاں
جمع ہیں جنگ کے میدان میں کئی لاکھ جواں
پھول سے جسم یہ ہیں لائق شمشیر و سناں
کوہ ٹکرائے ہو مصیبت تو یہ جھیلے زینب
روک لیں گے یہ بھلا فوجوں کے ریلے زینب

۱۴۴

کہا زینب نے بجا ہے جو یہ کچھ ارشاد ہوا
دن ہے مرنے کا مگر آج تو لڑنا کیا
کمسنی پر نہ کریں دھیان امام دوسرا
حوصلے ہیں مرے بچوں کے جوانوں سے سوا
بڑھ کے آگے قدم ان دونوں کے ہٹنے کے نہیں
اس کی ضامن ہوں کہ زندہ یہ پلٹنے کے نہیں

بچوں کے یہ اشارے ہیں کہ خنجر کیا ہیں
رعب آنکھوں کا یہ کہتا ہے غضنفر کیا ہیں
دو صغیروں کا یہ ہے قول کہ لشکر کیا ہیں
دیکھئے آپ مرے چھوٹے کے تیور کیا ہیں
جنگ کا گر ہنر اس میں ہے تو علم اس میں ہے
بانکپن اس کی طبیعت میں تو حلم اس میں ہے

بات ابھی کی ہے بجانے پہ ہوئی ہیں جو خفا
تیوریاں چڑھ گئیں چھوٹے کی بڑا رونے لگا
تھا مگر پاس ادب یہ کہ نہ کچھ منہ سے کہا
سچ یہی ہے کہ نہ تھی ایک کے دونوں میں خطا
فیض تعلیم شہنشاہ خوش اقبال کا ہے
فرق دونوں میں جو کچھ ہے وہ سن و سال کا ہے

۱۴۷

ہم سے کیا کیا نہ وغا کرتے جو ہوتے یہ جواں
رہتا حیدر کی طرح ہاتھ انہیں کے میداں
کم نہیں یہ بھی جو ہوں شہ کے قدم پر قرباں
رخصت جنگ ہے جاگیر جب ان کا فرماں
لب ہیں سوکھے ہوئے ممکن جو نہیں پانی ہے
جائیں کوثر پہ کہ اب پیاس کی طغیانی ہے

۱۴۸

پاس ہیں بیوۂ مسلم کے تمام اہل حرم
شرم سے سامنے جاتی نہیں میں کشتۂ غم
ڈر ہے یہ بھی کہ نہ بڑھ آئے سپاہ ظلم
دیر اسوقت مناسب نہیں یا شاہ امم
جس سے شرمندہ ہوں منہ کیا اُسے دکھلاؤں میں
مرنے پہ جائیں تو پرسے کیلئے جاؤں میں

۱۴۹

رو کے فرمانے لگے بادشہ عرش مقام
داغ لکھے ہیں یہ تقدیر ہی میں اے ناکام
خیر بہتر ہے جو کچھ مرضی خلاق انام
کہا فرزندوں سے مادر نے کرو جھک کے سلام
ساتھ تم آئے تھے اماں سے جُدا ہونے کو
گرد ماموں کے پھرو جاؤ فدا ہونے کو

۱۵۰

کر کے تسلیم جھکے آ گئے جو وہ گل رخسار
انکو لپٹا کے گلے روئے امام ابرار
آگیا دونوں کی غربت پہ ادھر ماں کو بھی پیار
کہا عباس سے جاتے ہیں یہ ناتجربہ کار
جنگ کا وقت نہیں کھیلنے ہی کے دن ہیں
بھائی تم ٹوکتے رہنا کہ ابھی کم سن ہیں

www.emarsiya.com

پھر مخاطب ہوئیں بیٹوں سے کہ دیر اب نہ لگاؤ
تو میں پرسے کے لئے جاتی ہوں تم مرنے کو جاؤ
فوجیں بڑھتی چلی آتی ہیں لعینوں کو ہٹاؤ
شہ نے فرمایا بہن ان کو گلے سے تو لگاؤ
عرض کی صبر کا رشتہ نہ گھٹاؤں گی میں
مر کے آئیں تو کلیجے سے لگاؤں گی میں

کہہ کے یہ آپ بڑھیں بیوۂ مسلم کی طرف
جس جگہ بیبیاں بیٹھی تھیں بچھائے ہوئے صف
ہر تسلیم جھکے لخت دل شاہ نجف
شہ پکارے کہ ہوئی ہائے یہ دولت بھی تلف
آہ جیتا ہوں میں یہ داغ اٹھانے کے لئے
پھول زینب کے چلے خلد بسانے کے لئے

خیمے سے جو وہ ماہوش و مہر عذار
گود میں لے کے کیا شاہ نے گھوڑے پہ سوار
شب سے تھا دل جو بڑھا ہوئے عزم پیکار
باگ لیتے ہی بڑھے برق جہندہ رہوار
ابھی اس جا تھے اشارہ جو کیا اس جا تھے
ولولے کیسے صفدروں کے بچھیرے کیا تھے

اس سے پہلے تھا جو رخصت کے نہ ملنے کا ملال
فق تھے منہ اور تھے کمہلائے ہوئے پھول سے گال
پاتے ہی اذن وغا خوش ہوئے وہ نیک خصال
دغدغہ مٹ جو گیا ہو گئے چہرے بھی بحال
خلد کے شوق میں یاد مے کوثر آئی
تازگی پیاس میں خشکیدہ لبوں پر آئی

www.emarsiya.com

مطلع

155

رن کو جب حضرت زینب کے گل اندام چلے
دی صدا موت نے افسوس یہ ناکام چلے
بےخطر تیغوں کے منہ پر وہ دل آرام چلے
پاؤں اس راہ میں اٹھتا تھا جہاں نام چلے
ضو سے رخساروں کی ہر گام پہ گل پاشی تھی
ولولے بڑھے رہتے تھے چہروں پہ بشاشی تھی

156

نہر کے منہ پہ جھپٹیں دیکھ کے رخ مہتابیں
خود تابندہ سروں پر کمروں میں ڈابیں
ابروؤں پر شکنیں تیغوں میں جیسے تابیں
یہ خبر غضب کی گر شرق سے گھوڑے دابیں
آندھیاں کاٹ دیں وہ تند نفس ہیں دونوں
غیرت ابلق ایام فرس ہیں دونوں

…ے ہیں کہ ہم برچھیاں کھائینگے ضرور
سرخ چہرے ہیں کہ اب خوں میں نہائینگے ضرور
فتح اپنی ہے تو فوجوں کو بھگائینگے ضرور
نہ پھرے زندہ تو پھر خلد میں جائینگے ضرور
جو ہیں محروم سعادت انہیں حسرت ہوگی
غرض اب موت ہو یا زیست بعزت ہوگی

… کی ہے زمانہ میں پسر صفدر وہ ہیں
شیر ڈر جائے نگہ ملتے ہی تیور وہ ہیں
پہ شجاعت میں جو حیدر ہیں تو جعفر وہ ہیں
انکے ہمرتبہ ہیں یہ انکے جو ہمسر وہ ہیں
کیوں نہو دخترِ زہرا کے ہیں پیارے دونوں
ایک ہی برج شرف کے ہیں ستارے دونوں

www.emarsiya.com

۱۵۹

ہیں کہاں صاحبِ علم و ہنر و فن ایسے
باندھ لیں دم میں اگر سو ہوں تہمتن ایسے
دھوپ میں چہرے چمکتے ہوئے کندن ایسے
شان ہے جن میں جوانی کی لڑکپن ایسے
گر کریں نعرۂ شیرانہ تو رستم ڈر جائے
بھولے چہروں کا وہ ہے رعب کہ ضیغم ڈر جائے

۱۶۰

زیب وہ جامہ کی اور کج کلہی کی وہ پھبن
رعب کے ساتھ وہ چہروں سے عیاں بھولا پن
قہر دونوں کی نگاہیں تو قیامت چتون
یہی نو عمر ہیں لیکن ہیں بزرگوں کے چلن
ولولے جنگ کے ہیں فتح کی تدبیریں ہیں
دونوں بچپن کی ید اللہ کی تصویریں ہیں

۱۶۱

ہیں سخن لب پہ ہدایت کے پیمبر کی طرح
حوصلے قلعہ کشائی کے ہیں حیدر کی طرح
خلد میں جانے کو تیار ہیں جعفر کی طرح
پیارے مخلوق خدا خلق میں شبّر کی طرح
چشمۂ رحم بھی ہیں بحر شجاعت بھی ہیں
مثل شبیر مہیای شہادت بھی ہیں

۱۶۲

پہونچے نزدیک جو دو لاکھ کے دو طفل صغیر
کی نظر روک کے گھوڑوں کو سوئے فوج کثیر
کیا نعرہ کہ کہاں ہے پسرِ سعدِ بے پیر
وقت پر کام نہ آئیگی یہ لشکر کی بھیڑ
صف شکن توڑیں گے ان کو جو صفیں باندھی ہیں
ایسے ذروں کے اڑا دینے کو ہم آندھی ہیں

۱۶۳

لال کر دینگے ابھی خون سے میدان قتال
شیر ہیں شیروں کے ہم اسکے سپہ بد افعال
باپ عبد اللہ ذی مرتبت و جاہ و جلال
دختر فاطمہ ہیں مادر فرخندہ خصال
گو کہ بے آب ہیں آج اور جگر افگار ہیں ہم
انہی دریاؤں کے دو گوہر شہوار ہیں ہم

۱۶۴

رتبہ و جاہ سے دادا کے نہیں کون آگاہ
خود ہے میدان وغا جنکی شجاعت پہ گواہ
زور بازوئے نبی خسرو اسلام پناہ
جو ہیں مشہور جہاں جعفر ذی رتبہ و جاہ
نام کیا کم تھا یونہیں اور نمودار ہوئے
فوج اللہ و پیمبر کے علمبر دار ہوئے

۱۶۵

ہیں وہ نانا جنہیں کہتا ہے جہاں میر عرب
جنکی تلوار کو لا سیف ملا حق سے لقب
زوج زہرا وصی ختم رسل ضیغم رب
نام سے جن کے لرز جاتی ہے روح مرحب
دنگ ہیں اہل فلک اہل زمیں کانپتے ہیں
تیغ سے جنکی پر روح امیں کانپتے ہیں

۱۶۶

دی وہ اللہ نے رفعت کہ فلک جس سے ہے پست
نور خالق سبب روشنی صبح الست
وہ خدا دوست صنم خانے کئے جس نے شکست
زور ان ہاتھوں نے پایا ہے وہی دست بدست
ہیں عجب الطرفین ایسے کہاں عالم میں
جمع ہیں دونوں بزرگوں کے فضائل ہم میں

www.emarsiya.com

www.emarsiya.com

۱۶۷

ہم سے بہتر ہے نسب میں نہ حسب میں کوئی
نامور ہم سا نہیں قوم عرب میں کوئی
رحم میں ہم سے ہے بڑھکر نہ غضب میں کوئی
دے جواب اتنی بڑی فوج سے سب میں کوئی
کون ہے ہم سے زیادہ ہو فضیلت جسکی
جوش زن خون پیمبر ہے رگوں میں کس کی

۱۶۸

اس سخن کا دیا تیروں سے لعینوں نے جواب
پڑ گئے قبضوں پہ ہاتھ آ گیا بچوں کو عتاب
باگیں لیں گھوڑوں کی باقی نہ رہی ضبط کی تاب
آئے یوں جیسے گنہگاروں پہ آتا ہے عذاب
شعلۂ قہر کی ضو پیچھے دکھلا کے گرے
فوج ابلیس پہ دو تیر شہاب آ کے گرے

۱۶۹

دو طرف حملہ کناں تھے جو وہ صفدر دونوں
ہو گئے میمنہ و میسرہ ابتر دونوں
تھے روانی میں فرس صورت صرصر دونوں
وار کرتے تھے لعینوں پہ برابر دونوں
کم نہ تھی ضرب ید اللہ سے جو ضربت تھی
اس طرف حشر بپا تھا تو ادھر آفت تھی

۱۷۰

غضب حق میں گھرے تھے وہ لعین دونوں طرف
امن کی جا تھی نہ لشکر میں کہیں دونوں طرف
تھی ظفر تھامے ہوئے گوشۂ زیں دونوں طرف
زلزلے آتے تھے ہلتی تھی زمیں دونوں طرف
پاؤں تھرائے نمودار جواں بیٹھ گئے
نہ ستوں رہ سکے قایم کہ مکاں بیٹھ گئے

۱۷۱

حملہ آور تھے جو شیرانِ وغا دونوں طرف
حشر تھا فوجِ مخالف میں بپا دونوں طرف
پہنچے تھے صفت موجِ فنا دونوں طرف
دوڑتی پھرتی تھی میداں میں قضا دونوں طرف
ہول روحوں کو جو تھی راہِ عدم لینے کی
ملک الموت کو فرصت تھی نہ دم لینے کی

۱۷۲

غضب اللہ کا برپا تھا اِدھر قہر اُدھر
قریے ویران نظر آتے تھے اِدہر شہر اُدھر
آتی تھی موجِ فنا رن میں اِدھر لہر اُدھر
تیغ سے خون ٹپکتا تھا اِدھر زہر اُدھر
تھا فنا کوئی دمِ جنگ تو معدوم کوئی
کوئی کشتہ نظر آتا تھا تو مسموم کوئی

۱۷۳

تھی زمیں خون سے گلنار اِدھر لال اُدھر
فوج پسپا تھی اِدھر جنگ میں پامال اُدھر
دو تھی تلوار سے تلوار اِدھر ڈھال اُدھر
جو تھا لشکر کا اِدھر حال وہی حال اُدھر
چھوٹے سے سن میں بڑے صاحبِ ہمت نکلے
دونوں ہم پایۂ میزانِ شجاعت نکلے

۱۷۴

شوکت و شان و جلالت جو اِدھر تھی وہ اُدھر
ضرب میں ہاتھ کی قوت جو اِدھر تھی وہ اُدھر
خون میں بوئے شجاعت جو اِدھر تھی وہ اُدھر
فوجِ کفار پہ آفت جو اِدھر تھی وہ اُدھر
ہمہمے تھے کہ اسد گونج رہے تھے رن میں
ایک ہی بیشے کے دو شیر چھٹے تھے رن میں

www.emarsiya.com

۱۷۵

بے نشاں کر دیا چن چن کے علمداروں کو
سر اٹھانے نہ دیا جنگ میں سرداروں کو
کیا مٹایا تھا صفیروں نے نمو داروں کو
بھاگ نکلے تھے بعض پھینک کے ہتھیاروں کو
غرق کشتی ہوئی خشکی میں جو ارمانوں کی
آبرو گھٹ گئی دریا کے نگہبانوں کی

۱۷۶

منچلے جتنے تھے ہمت کو وہ سب ہار گئے
پیر کر سکتے نہ لعین نہر کے اُس پار گئے
منہ چھپانے کو تبرزن پسِ اشجار گئے
بھاگ کر تیر کے پلّے پہ کماندار گئے
سرکشی بھول گئے آج بڑی جانوں کی
نیزہ برداروں سے لی راہ نیستانوں کی

۱۷۷

بزدلے بھاگ گئے چھوڑ کے میدانِ وغا
راستہ روحوں نے کشتوں کے جہنم کا لیا
بن میں باقی نہ رہا کوئی بھی شیروں کے سوا
آپ تھے غرق عرق نیچے خوں آلودا
رنگ بھی دھوپ کی حدت سے تھے سنولائے ہوئے
جوش اسواروں کو تھا گھوڑے سے گرائے ہوئے

۱۷۸

بھائی کو دیکھ کے بھائی کی طرف آئی ہنسی
کہا چھوٹے نے کہ بودے ہیں بڑے سب یہ شقی
عون بولے کہ نہیں ہے انہیں غیرت کچھ بھی
دیکھئے یکجا ہوئی ہے فوج سمٹ کر ساری
رہو ہشیار چلن بودوں کا مکاری ہے
پھر صفیں بندھتی ہیں پھر حملے کی تیاری ہے

۱۷۹

تو تکر یہ بولے یہ محمدؐ اس دم
کیجے ساتھ وغا اب جو سب آتے ہیں ہم
وہ جو لاکھوں ہیں تو ہم دو ہی ہیں پر کچھ کم
یں گے تا شام لعینوں کو بھگا کر اب دم
راستے میں نہ کوئی امن کی جا چھوڑیں گے
باب خیبر کی طرح کوفہ کا در توڑیں گے

۱۸۰

ساقیا بادۂ گلرنگ کے دو ساغر اور
جیسی سرخ آنکھیں ہیں اس رنگ کے دو ساغر اور
ہے بنا دور رہے ڈھنگ کے دو ساغر اور
رزم لکھنا ہے مجھے جنگ کے دو ساغر اور
زور گھٹ جاتا ہے کم نشہ اگر گونا ہو
دوسری رزم یہ ہے جوش وغا دونا ہو

پیر کیدل ہوئے تو آئی یورش کر کے سپاہ
گشت سے گھوڑوں کی ہلنے لگا دشتِ جنگاہ
فوج ہی فوج تھی میدان میں تا حدِ نگاہ
ڈھالیں اٹھیں کہ بیاباں ہوا دن کو سیاہ
چھپ گیا دشتِ بلا فوج کے وہ دل آئے
دو ستارو نیہ امنڈتے ہوئے بادل آئے

۱۸۲

شور وہ اسلحہ حرب کا باجوں کا وہ غل
گونجی گردوں میں صدا کوس و قرنا و دہل
کالے پرچم وہ نشانوں کے بسانِ کاکل
دو صغیر ایک طرف ایک طرف فوج تھی کل
تیر سر کرتے ہوئے خاطی و ظالم آئے
چھیڑ لو پھر ہوئی پھر غیظ میں ضیغم آئے

١٨٣

پھر پہنچ پہنچ کے پھر چلنے لگے وار پہ وار
پھر برابر سے ہوئے لشکر غدار پہ وار
جب کیا بڑھ کے بڑے نے کسی سردار پہ وار
چل گیا ساتھ ہی چھوٹے کا علمدار پہ وار
اب نہیں کا ہے نشاں روم سے تا شام بلند
پست کر کر کے لعینوں کو کیے نام بلند

١٨٤

وہ برش تیغوں کی اور وہ روانی ان کی
سبکی ہاتھ میں ضربت میں گرانی ان کی
بھولنے والی نہیں دل سے کہانی ان کی
مہ نو چرخ پہ اب تک ہے نشانی ان کی
کاٹ کو کاہکشاں کے دل شق سے پوچھو
ان کی خونریزیوں کا رنگ شفق سے پوچھو

[illegible] وقت ہیں مڑ کے پہنچے دونوں دم جنگ
اٹھے ہیں شعلہ کی ضو گرتے ہیں بجلی کا ہے ڈھنگ
کوندتے ہیں تو چمک جاتی ہے لاکھوں فرسنگ
ہیں یہ جوہر کہ طلسمات جہاں کا نیرنگ
یوں تو ہونے کو ہیں گردوں پہ ستارے لاکھوں
دو ہلالوں میں یہاں دیکھو تو تارے لاکھوں

١٨٥

پہنچے ہیں پہنچے دونوں جو برابر سن سن
ہے کہیں شور تکبیر اور کہیں خنجر بزن
زد پہ آیا تو کیا دو معہ راکب توسن
خود میں پیر گئے کاٹ کے نکلے جوشن
موج پر موج ہے امڈا ہے قضا کا دریا
موت کے گھاٹ میں بہتا ہے فنا کا دریا

۱۸۷

ہاتھ تیار ہیں ایسے کہ دبے جاتے ہیں بل
شان ہے حضرت جعفر کی دم رد و بدل
دونوں ہیں وارث میراث امام اوّل
ذوالفقار شہ مرداں کے ہیں یہ نیمچے بیل
چمکے جوہر جو دم جنگ گھرے خطوں میں
مجملاً معنی لا سیف ہیں دو سطروں میں

۱۸۸

دونوں مرکب بھی بچھڑے ہیں جو کہیں ہیں بہار
نہ اسے چین کسی جا نہ اسی کو ہے قرار
اس طرح جاتے ہیں اس فوج پہ دونوں یلغار
جس طرح بن میں اسد کھیلتے پھرتے ہیں شکار
سخت سے سخت بھی رستا انہیں دشوار نہیں
ولولے دل کے مجسم ہیں یہ رہوار نہیں

سے کاوے ہیں کہیں اشہب گردوں سے سوا
دم میں یہ گرد زمیں کرتے ہیں سو سو پھیرا
ایک کا رنگ جو مشکی ہے تو اک ہے سبزا
یہ اگر شب کی سیاہی ہے تو وہ دن کی ضیا
بھولے پرواز پری دیکھے جو صورت انکی
بڑھ گئی ہے ابلق ایام سے سرعت انکی

۱۹۰

سے مشکی جو خراماں ہوں تو ہیں رشک صبا
راہ صحرا کی اگر لیں تو ہیں صرصر سے سوا
اوج پر جانے میں ہیں آہ رسا تیر دعا
ہر قدم صورت نفس ہے انہیں کوڑے کی صدا
تھے نہ اس وقت زمانہ میں نہ آج ایسے ہیں
دوڑ میں سائے سے لڑتے ہیں مزاج ایسے ہیں

www.emarsiya.com

۱۹۱

کبھی پستی سے جو یہ اوج کی جانب جائیں
ان کا کیا ذکر نہ سائے کو بھی پریاں پائیں
اوج پر جا کے اگر تیز روی دکھلائیں
پر تو برق کے مانند زمیں پر آئیں
غیرت بدر ہیں سُم نعل مہ نو ایسے
بارہ پر تیغ کی دوڑا لو سبک رو ایسے

۱۹۲

کیا دلیرانہ صفیں توڑ رہے تھے غازی
پر چلنے پائی نہ تھی مکاروں کی حیلہ سازی
زخم کھانے کی نہ پروا تھی دم جانبازی
حلبی ہو گئے حیران تو پریشاں رازی
خصلت ارباب ضلالت کی جو معیوب ملی
بیوفائی کی سزا کوفیوں کو خوب ملی

۱۹۳

خون سے لال بیاباں کئی فرسنگ کیا
یوں وغا کی کہ ہنرمندوں کو بھی دنگ کیا
پھب گیا ان پہ عیاں جو ہنر جنگ کیا
ایک نے دو جو کیا ایک نے چو رنگ کیا
ہمنشیں انکا نہ عالم کی کسی بزم میں تھا
جو سن و سال میں تھا فوق وہی رزم میں تھا

۱۹۴

جنگ میں چھوٹے نے پہلوئے ادب کا چھوڑا
جب فرس بڑھنے لگا باگ پہ سر کو توڑا
بڑھ گیا آگے اگر عونِ جری کا گھوڑا
روک لی باگ کہ بھائی کا نہ ہو دل تھوڑا
وہ گھرانا تھا کہ اس سن میں رشید ایسے ہوئے
نہ شفیق ایسے جہاں میں نہ سعید ایسے ہوئے

١٩٥

ایک کا ایک مددگار تھا ہنگام جدال
بھائی کو بھائی کا اپنے سے زیادہ تھا خیال
اُنہیں نرغہ جو ہوا جا پڑے یہ بہر قتال
گھر گئے یہ تو کیا آکے انہوں نے وہی حال
فضل معبود تھا زینب کی دعا کے ہمراہ
خون کا جوش بھی تھا جوشِ وغا کے ہمراہ

١٩٦

دونوں انبوہ میں لشکر کے جو گھر جاتے تھے
دل نہ ہوتے تھے پریشان نہ گھبراتے تھے
نیمچے چلتے ہیں بجلی کو بھی شرماتے تھے
سے نکلتے تھے فرس راہ جہاں پاتے تھے
اُس سے یہ تیز تھا اور اِس سے فزوں تر وہ تھا
کم نہ ہوتا تھا مگر مجمع لشکر وہ تھا

١٩٧

بڑھ کے فرماتے تھے عباس کہ ہاں اے پیارو
گھر گئے ہو تو نہ انبوہ سے ہمت ہارو
چھپ کے جو پشت پر آئیں انہیں پہلے مارو
سامنے سے جو گریزاں ہوں انہیں للکارو
نیزہ باز آتے ہیں پہلو پہ خبردار رہو
ناوک انداز بھی پلہ پہ ہیں ہشیار رہو

١٩٨

تم ہو نادان یہ مکار دغا کچھ نہ کریں
نہ زرہ کو کھول کے ہتھیار یہ جبتک نہ دھریں
نیمچے چلتے رہیں ساتھ پھریں جب نظریں
آڑ اچھی یہ نہیں پشت پہ پھینکو سپریں
روک اب یہ ہے کہ دم لینے کی فرصت ہی نہ دو
وار کرنے کی ستمگاروں کو مہلت ہی نہ دو

www.emarsiya.com

۱۹۹

ہوگیا دونوں کو اتنا ہی سہارا کافی
سننے والے کو ہے اک مرتبہ کہنا کافی
سچ ہے دانا کو تو ہوتا ہے اشارا کافی
اتنا مجمع بھی تھا ان دو کے لیے ناکافی
لڑکے سر بر نہ دل آور نہ تنومند ہوا
بڑھ گیا جوش وغا حوصلہ وہ چند ہوا

۲۰۰

تیز جنگاہ تھے وہ لخت دل شاہ نجف
اس نے توڑا یہ پرا اس نے الٹ دی وہ صف
منہ میں گھوڑوں کے بھی غصہ سے بھر آیا تھا کف
ایک جا تیر تھے ہیبت تھی مگر چار طرف
متزلزل تھی زمیں سنگ و حجر ہلتے تھے
نعرے جب کرتے تھے سینوں میں جگر ہلتے تھے

۲۰۱

پیاس بھی تین شب و روز کی تھی دھوپ بھی تیز
تمتمائے ہوئے تھے دونوں کے منہ وقت ستیز
کہا چھوٹے نے بڑے سے یہ بڑھا کر شبدیز
یہ ترائی ہے بس اب کیجے فرس کو مہمیز
نہیں دشوار یہ پہنچنا جو ارادہ ہو جائے
جان آجائے اگر نہر پہ قبضہ ہو جائے

۲۰۲

ہو کے انگشت بہ دنداں یہ دیا اس نے جواب
صبر لازم ہے جو دل سوز عطش سے ہے کباب
نام دریا کا نہ لو ترک کرو قصۂ آب
کم نہ ہو جائے کہیں تشنہ دہانی کا ثواب
آبرو کھو کے نہ ہم نہر سے لیں گے پانی
ہے جو قسمت میں تو کوثر پہ پئیں گے پانی

www.emarsiya.com

۲۰۳

آج دفتر میں شہیدوں کے لکھے جائیں گے نام
چل کے جنت میں یہاں سے ہمیں کرنا ہے قیام
لیں گے اب ثمر دہوا میں نہ طوبیٰ آرام
چاہ تسنیم کی ہے نہر سے ہم کو کیا کام
بھائی اماں کی نصیحت ہمیں تڑپاتی ہے
باگ پھیرو کہ ترائی کی ہوا آتی ہے

۲۰۴

کہا چھوٹے نے بڑے سے با ادب سن کے یہ بات
کہ بجا آپ کا ارشاد ہے اے نیک صفات
یوں ہی لڑتے ہوئے جاتے ہم اگر تا بہ فرات
ہوتیں بے شبہ خفا مادر عالی درجات
یہ سبب ہے جو صلہ پیاس کا کیونکر ملتا
بخشتیں دودھ نہ وہ اور نہ کوثر ملتا

۲۰۵

کہہ کے یہ دونوں جری پھیر کے رہوار چلے
سر اٹھایا جدھر اعدا نے اُدھر وار چلے
اُٹھ دو ہاتھ میں تھے جنگ کو کرار چلے
ہوئی فوجوں میں دہائی یہ جدھر مار چلے
گردنیں ڈالے ہوئے برچھیوں والے بھاگے
روندنے صف کو پیادوں کے رسالے بھاگے

۲۰۶

جو ترائی میں بڑھ کے یہ عباس دلاور نے کہا
شور بیکار ہے دریا کی نگہبانی کا
عزم کوثر میں انہیں پانی کے کب ہے پروا
پسر سعد ہے کس گوشہ میں دہشت سے چھپا
جنگ میں ہاتھ کی بچوں کے صفائی دیکھی
ہاشمی بیٹے کے شیروں کی لڑائی دیکھی

www.emarsiya.com

۲۰۷

جتنا لڑتے ہوئے آئے ہیں پلٹ کے اِدھر
اتنا بڑھتے تو پہنچ جاتے اُدھر دریا پر
پانی پینا تھا انہیں آپ نہ منظورِ نظر
صبر و جرات کے صغیروں نے دکھائے جوہر
تشنہ کامی میں بھی شیروں کے نہ دل ٹوٹے ہوئے
دیکھو کس پیاس میں دریا سے ہیں منہ موڑے ہوئے

۲۰۸

کہہ کے یہ رو دیے عباس کا دل بھر آیا
رن میں بچوں پر اُدھر فوج کا بادل چھایا
ہر طرف بچوں نے خوں کا مینہ برسایا
تیر چلتے تھے کہ ہوتا تھا زمیں پر سایا
گھر گئے زینبِ مغموم کے پیارے دونوں
چھپ گئے شام کے بادل میں ستارے دونوں

۲۰۹

[illegible] تھے جو اسی جوش میں لڑتے ہوئے دور
تھک گئے ہاتھ کیا گھوڑوں نے چلنے میں قصور
مضمحل پا کے انہیں دوڑ پڑے باغی زور
ہو گئے ہائے پلٹنے میں فضا سے مجبور
دور سے تیر و سناں غازیوں پر چلنے لگے
پاس سے خنجر و شمشیر و تبر چلنے لگے

۲۱۰

دوپہر کی وہ کڑی دھوپ وہ رستا کھلنا
رخ پہ قطروں کا پسینے کے وہ پیہم ڈھلنا
پیاس سے دل کا وہ پھنکنا وہ جگر کا جلنا
بھوک سے سینوں میں رہ رہ کے کلیجا ملنا
صبر و جرأت کی جو تھی شان وہ دکھلاتے تھے
خونِ دل پی رہے تھے تیغوں کے پھل کھاتے تھے

www.emarsiya.com

٢١٥

اس طرف جنگ کے میدان میں جو پہونچے شبیر
ساتھ ہی ساتھ تھے عباس بھی تولے شمشیر
ہٹ گئی رعب سے دو شیروں کے کل فوج کثیر
چور زخموں سے ملے نزع کی حالت میں صغیر
دھوپ سے وادیٔ جنگاہ کو تپتے دیکھا
دل کے دو ٹکڑوں کو ریتی پہ تڑپتے دیکھا

٢١٦

عون کو شاہ نے آغوش میں جلدی سے لیا
بازوئے شہ نے محمدؐ کا اٹھایا لاشا
لے چلے خیمہ کی جانب کہ ابھی تھے زندا
دیکھ لیں ماں کو یہ اور ماں انہیں مطلب یہ تھا
مگر افسوس لئے دل ہی میں حسرت کو گئے
شاہ رستے میں ابھی تھے کہ وہ جنت کو گئے

... جمع تھیں دروازے پہ پیاسی تمام
پہونچے لاشیں لئے بچوں کی جو سلطان انام
ہو گیا نالہ و فریاد سے برپا کہرام
صف جو ماتم کی بچھی آ گئے جنبش میں خیام
گرد سب بیبیاں سرگرم فغاں بیٹھی تھیں
چپ مگر خواہر شاہ دو جہاں بیٹھی تھیں

٢١...

لب پہ تھے بین نہ فریاد نہ شیون نہ فغاں
دل میں دو داغ جگر سوز الم سے بریاں
روح بیچین تھی آنسو تھے نہ آنکھوں سے رواں
لاشے یوں دیکھ کے دو بچوں کے ساکت رہی ماں
سینہ پر صبر کی سل ہو تو نفس سے ہٹ جائے
آہ کو ضبط کرے بھی تو کلیجا پھٹ جائے

www.emarsiya.com

۲۱۹

دفعتاً شہ نے جو یہ حال بہن کا دیکھا
کہا کیا کرتی ہو زینب نہ کرو ضبط بکا
اجر رونے میں ہے حال شہدا پر بخدا
گو ہو تم صابرہ لیکن یہ نہیں صبر کی جا
ہے یہی حال تو دنیا سے گذر جاؤ گی
دم الٹ جائیگا گھٹ جاؤ گی مر جاؤ گی

۲۲۰

کیا بچوں نے وہی تم کو جو کچھ تھا منظور
کیا کہوں مار کے کتنوں کو مرے ہیں یہ مسرور
پیاس دو دن کی تھی اور پھر بھی تھے یہ نہر سے دور
جنگ تھی فتح جو ہوتے نہ قضا سے مجبور
وقت پر وعدے کو اپنے نہ بھلاؤ زینب
مر کے آئے ہیں گلے اب تو لگاؤ زینب

۲۲۱

بس یہ سنتے ہی کلیجے میں در آئے دو تیر
دم الجھنے لگا اور ہو گئی حالت تغیر
دل کو یاد آ گئی بچوں کی وہ پیاری تقریر
پھر گئی واقعۂ شب کی نظر میں تصویر
اب جو وہ دل کی تسلی کا سہارا نہ رہا
آ گئی لب پہ فغاں ضبط کا یارا نہ رہا

۲۲۲

گر کے لاشوں پہ پکاریں کہ میں واری بچو
گئی کیا جلد سوئے خلد سواری بچو
باتیں یاد آتی ہیں اس وقت وہ پیاری بچو
لاشیں کن آنکھوں سے دیکھوں میں تمہاری بچو
کوئی شے ہے کہ کلیجے کو ملے جاتی ہے
سخت جاں ہوں جو مجھے موت نہیں آتی ہے

www.emarsiya.com

۲۲۳

جو کہا تھا وہ کیا صادق الاقرار تھے تم
ورثہ دار علی و جعفر طیار تھے تم
حشر تک نام رہے گا وہ نمودار تھے تم
اب کھلا مجھ پہ کہ ماموں کے طرفدار تھے تم
کی خوشی میری بڑے رنج اُٹھا کر تم نے
سرخرو ماں کو کیا خوں میں نہا کر تم نے

۲۲۴

صبح سے تھا جو یہ شش فوج عدو کا تم پر
طنطنے اتنی سی جانوں کے کبھی کیا مادر
بگڑے ہی جاتے تھے ہر بار بڑے کے تیور
چھوٹا قابو سے ہوا جاتا تھا اپنے باہر
کیسے بیتاب تھے میدان میں جانے کے لیے
کیوں اب اُٹھتے نہیں ماموں کے بچانے کے لیے

۲۲۵

تھے خوشی کے مری خواہاں جو میں سوتی تھی خفا
اب جو خوش ہوں تو نہیں بولتے یہ بات ہے کیا
گو کہ سن کم ہیں مگر ضد یہ نہیں ہے زیبا
آج ہے پاس و لحاظ اور نہ ادب ماں کا
زک کسی نے دی مجھ کشتۂ غم کی خاطر
کیا خفا ہو گئے اماں سے علم کی خاطر

۲۲۶

اپنی آواز سنا دو کہ ہو تسکیں دل کو
منہ سے بولا نہیں جاتا تو اشارہ سے کہو
جاگی تقدیر تو اس طرح پڑے سوتے ہو
دیکھو شہ کرتے ہیں تعریف سلام اُٹھ کر کرو
فوج کو صورت حیدر تہ صمصام کیا
سنتی ہوں چھوٹی سی عمروں میں بڑا کام کیا

www.emarsiya.com

۲۲۳

دم رخصت یہ تمہیں پیار کیا تھا میں نے
جاؤ جلدی یہی اصرار کیا تھا میں نے
جب تمہیں جینے سے بیزار کیا تھا میں نے
سب ہیں شاہد جو کچھ اقرار کیا تھا میں نے
مگر اب جوشِ محبت کا دکھاؤں کیونکر
زخم دکھ جائیں گے چھاتی سے لگاؤں کیونکر

۲۲۴

اب جو ڈھونڈھونگی تو دنیا میں پاؤنگی تمہیں
موت کی نیند سے کس طرح جگاؤنگی تمہیں
کون خوش ہوگا گلے سے جو لگاؤنگی تمہیں
اور دل اُمنڈیگا خلعت جو پہناؤنگی تمہیں
نہیں مٹتا ہے جو قسمت کا لکھا ہوتا ہے
میں یہ روتی نہیں پیارو مرا دل روتا ہے

۲۲۵

کہہ کے یہ غش ہوئی لاشہ پہ وہ مغموم و حزیں
شورِ گریہ سے فلک ہل گیا تھرائی زمیں
اے انیس ختم کرو واقعۂ غم آگیں
اہل مجلس کو بس اب تاب سماعت کی نہیں
جائیں رو رو کے دعا دیتے ہیں غمخوار حسینؑ
جوشِ الفت کا دکھاتے ہیں عزادار حسینؑ

کتبہ سید ممتاز علی اختر دہلوی
مقیم بمبئی ۱۳۶۶ھ